Poetry Book



نین سے عین تک

میری نگھہ میں



اسے اعزاز سمجھوں گا میں جاناں

تمہاری یاد میں کچھ شعر کہنا

وجیہ الحسنین نظامیؔ



عین کالی رات میں جگنو گیا

لے کے کوئی پاس سے خُشبو گیا

میں سحر تک وجد میں جُھوما وجیّہ

خواب میں آنچل جو اُس کا چُھو گیا



میری نگھہ میں۔۔

شاعری روح و ذہن کے تصورات میں گم ہو جانے کا نام ہے ۔ یعنی بے اختیاریٔ طبع! اس کیفیت میں علم سے ذیادہ وجدان معرفت اور قوتِ متخیلّہ کار فرما رہتی ہے۔

آغاز میں شاعر کا عروص، توافی و ردیف سے لابلد ہونا بھی کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ البتہ خیالات کی گہرائی ہی شاعری کی اولین اساس ہے۔۔ جو پختگیٔ یقین و ایمان ونگاہ سے جنم لیتی ہے۔

غزل:

پہلی بارش

پہلی بارش تیرے ہجر کی دل دنیا جل جائے
بھیگی رُت میں کاش وہ جادو مجھ پہ پھر چل جائے



دل کی دنیا وِیراں حیراں، کون یہاں اب میرا
مجھ کو نگل لے تنہائی یا زیست سے ہلچل جائے

شام سویرے یہ ہی دعائیں، ہر اِک لمحہ مانگوں
مولا تیرے پیار کے صدقے، غم کا بادل جائے

تم سے بچھڑے،خود میں اجڑے،سانس بھی لینا مشکل
وقتِ نزع ہے گر تم آؤ دردِ نزع ٹل جائے

اپنے یقیں سے مجھ کو سنبھالو وہم بھنور چکرائے
قلبِ و جیّ میں آؤ کہیں ، نہ دشت میں پاگل جائے

ایک شعر:

جا رہے ہو اٹھ کے تم لگ رہا ہے یوں مجھے
تم کو جانا ہے مگر یہ جان بھی لے جاؤ گے

غزل:

دیا رِ غیر کے آگے

دیارِ غیر کے آ گے گرا ہے
یہ دیکھو عشق کیسا سر پھرا ہے



مجھ ہی میں عیب سو ہوں گے پر اُن کا
جو سکھ کھوٹا ہے وہ بھی کھرا ہے

مریضِ عشق تھا، مرنا تھا اِس نے
مجھے دُکھ ہے کہ بے منزل مرا ہے

میں کیسے مان لوں اس فیصلے کو
جو قاتل ہے وہی منصف مرا ہے

میں اس کے فن کا کب سے معترف ہوں
میرے کاندھے پہ جس کا سر دھرا ہے

دیا تھا دل لگی نے کیا وجیؔ کو
یہ کیسا زخم جو اب تک ہرا ہے

وجیؔ یہ وحشتیں بھی اُس کا تحفہ
فقط جس کا مجھے اب آسرا ہے

ایک شعر:

کبھی جو "جان" کہہ کر جی رہے تھے
مری جان لے کر چل دیئے ہیں

خودسوزی

عجیب شخص ہو دل کو بجھائے رہنا کیا؟
کسی سے ضد ہے، تو خود کو جلائے رہنا کیا؟

جو فیض جن سے نہیں ملنا کسی طور تمہیں
انہی کے سامنے دامن بچھائے رہنا کیا؟

کبھی نہ نرم پڑیں گے، نہ ان میں دھڑکن ہے
تو اپنے سینے پہ، پتھر اٹھائے رہنا کیا؟

عجیب شخص ہو جو تم سے بچھڑنا چاہے
اُسی کے کاندھے سے سر کو لگائے رہنا کیا؟

پلٹ کے آؤ وجیّ سے ملو، مرے حسنین
طویل عرصے سے خود کو بھلائے رہنا کیا؟



ایک شعر:

نقاب رُخ سے ہٹا عشق ہو گیا رُسوا
کہ جس نے لاج رکھی وہی لہو لہان ہوا

غزل:

عجب دو نین

عجب دو نین پاگل کر کے چھوڑا
میری راتوں کو ہلچل کر کے چھوڑا



اچانک آ کے اس کے قلب منتظر کی
صدی کو تم نے اِک پل کر کے چھوڑا

مگر یہ کیا کہ کچھ عرصے میں تم نے
میری آہوں کو بادل کر کے چھوڑا

گیا وہ قرب، اب کربِ مسلسل
یقیں تم نے جو گھائل کر کے چھوڑا

مدہوشی میں جو چٹکی لی غموں نے
وجیؔ کس وقت بے کل کر کے چھوڑا

ایک شعر:

جس کی یادوں کا نہیں سبب کوئی
وہی اب بے سبب یاد آ رہا ہے



جدائی

وہ شخص بھی کیسا پیارا دل
جیسا بھی تھا وہ ہمارا دل

بچھڑا تو بچھڑے ہم خود سے
ویرانی کا بٹوارہ دل

گئے وقت اس کی پُتلی میں تھا
آج اُس نے بوجھ اتارا دل

ہم جس کے ہجر میں تڑپے تھے
آج اُس نے وجیؔ پکارا دل

ایک شعر:
زندگی ساتھ نہ دے تو موت سے ڈرنا کیسا؟
تم ہی پلکیں نہ اٹھاؤ تو سنورنا کیسا؟



سودا

یہ شیشہ توڑ کر خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں
سِسکتا چھوڑ کر خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں

مرا اِخلاص تھا سادہ، رقیبوں میں کشش زیادہ
نیا کچھ جوڑ کر، خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں

زباں، وعدے، وفا، قسمیں ، قدم ظالم، دغا، چالیں
وہ وعدے توڑ کر خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں

اگر منزل سے پہلے ہی ارادے ڈگمگائے ہیں
یہ رستہ موڑ کر خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں

وجیؔ نے سب کو کھویا، اور نصیب اپنا تمہیں سمجھا
مقدر پھوڑ کر خوش ہو، تو رہنا خوش سرابوں میں



غزل:

جانے کس کی خاطر

جانے کس کی خاطر میں یہ عہد نبھاتا رہتا ہوں
خود جیون میں تنہا رہ کر ساز بجاتا رہتا ہوں

یاد میں تیری رو رو کر یہ آنکھیں بھی پتھرائی ہیں
دل کی تسلی کی خاطر میں خون کے آنسو روتا ہوں

جبر،غرور اور شان و دولت،فخر کے رستے اور بھی تھے
میں نے چنی نرمی و محبت جس پر خوش خوش چلتا ہوں

گگن کے تارے جیسے ہو تم آسمان پر شام ڈھلے
تم سے ملتا جلتا چمکتا، تارہ تکتا رہتا ہوں

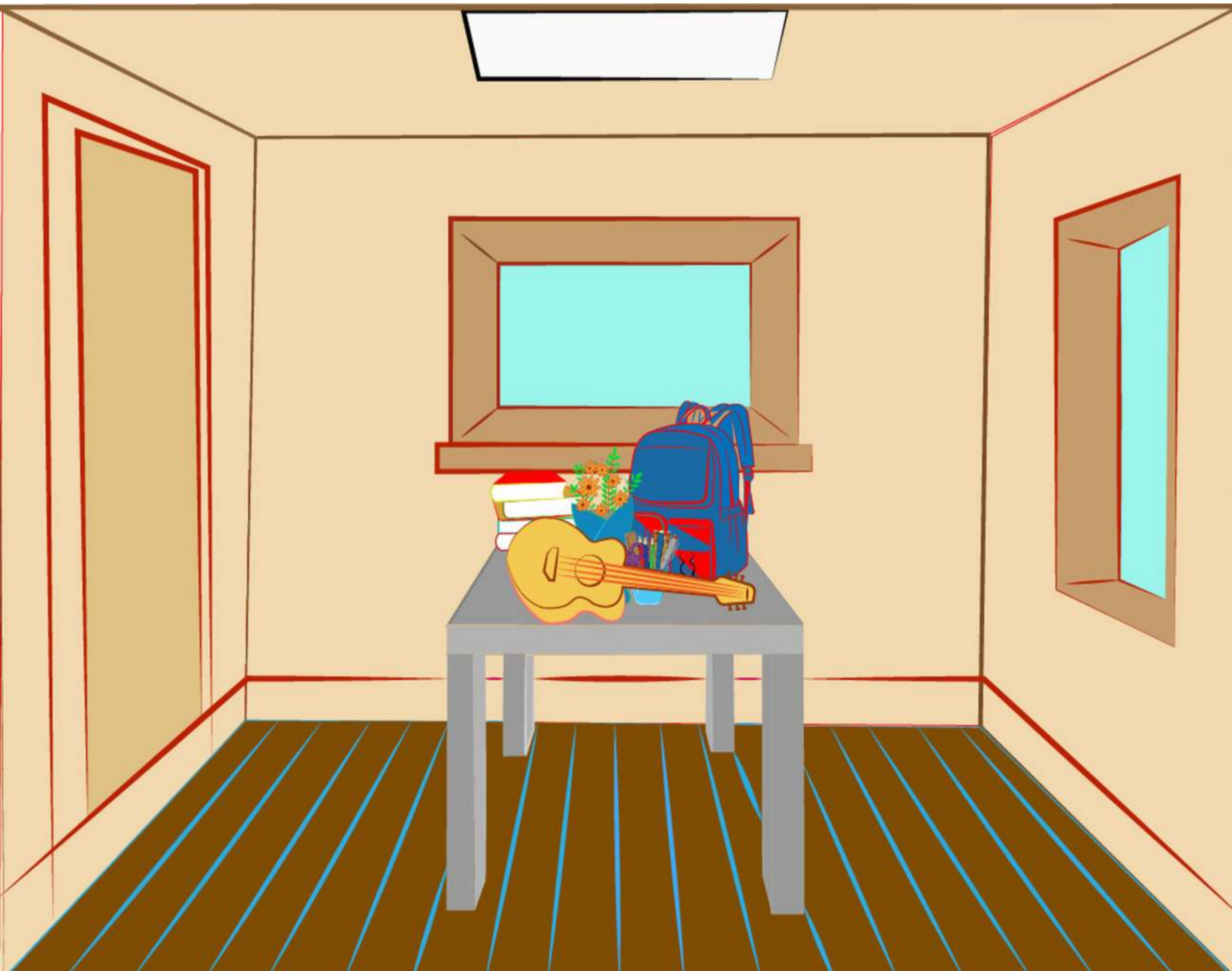
میرا دھیان توجہ تم پر اور تمہاری یاد میں گُم
تم کو جو اچھی لگتی تھی اس دُھن کو گاتا رہتا ہوں

تم نے کہا تھا وجّی یہ مجھ سے دور کبھی نہ جاؤ گے
اپنے آپ میں لفظ یہ اکثر میں دہراتا رہتا ہوں



ایک شعر:

مانا ہمارے رستے ازل سے جدا تھےلیکن
کچھ دیر ہمسفر تھے، یہ بھول جانا مشکل



غزل:

کیا تم بدل گئے ہو

کیا تم بدل گئے ہو، مری جان میرے ساجن؟
دنیا میں ڈھل گئے ہو،مری جان میرے ساجن

کہتا تھا تم سے ہر پل، میرے دائرے میں رہنا
تم پھر نکل گئے ہو، مری جان میرے ساجن

یہ جو آن بُجھے سے شعلے، مرے ارد گرد جُھومیں
تم کیوں دہل گئے ہو، میری جان میرے ساجن

سُن کر وہ برف لہجہ، اشکوں کی آگ پوچھے
اشکوں میں جل گئے ہو، مری جان میرے ساجن

آنسو بہا بہا کے، ہنستے ہو کیوں وجیؔ تم
شاید سنبھل گئے، مری جان میرے ساجن

اِک شعر:

نہ یہ زندگی نہ ہی موت یہ، جو یہ کیفیت ہے بنی ہوئی
میں فناء بقاء کے مقام سے بھی گزر گیا، تو وہیں رہی



کیوں؟

وہ کیوں مجھ سے بچھڑنا چاہتا تھا؟
وہ کیوں بے بات لڑنا چاہتا تھا؟

الجھنا ہے محبت کی نشانی
بحث میں کیوں وہ پڑنا چاہتا تھا؟

وہ میرا دل تھا لیکن سنگدل تھا
کلیجہ کیوں جکڑنا کیوں چاہتا تھا؟

تو کیوں کاٹے تھے میرے پاؤں ظالم
جو میرے پاؤں پڑنا چاہتا تھا

گھروندہ نہ بنا لے کوئی جڑ میں
شجر خود سے اکھڑنا چاہتا تھا

اُسے رنگوں سے الفت تھی وجّی جی
تبھی تتلی پکڑنا چاہتا تھا

غزل:

کیا لکھوں

قفس سے نکلو سرابوں میں شام کرتے ہیں
یہ فکر چھوڑو کوئی اور کام کرتے ہیں



یہ تلخیاں ہیں جو ماضی کی ان پر کیا لکھوں
بُھلا کے ماضی نیا اہتمام کرتے ہیں

تم آؤ گے جو اس بار یہ بھی کر دیکھیں
جو رہ گئے تھے وہ قصے تمام کرتے ہیں

اُن ہی کو مانو، جو خالص خلوص رکھتے ہوں
جھکے ہوؤں کو ہم اپنا امام کرتے ہیں

جو نین دیکھے وہ تیرے تڑپ سے دل بولا
یہ تیز دھار ہیں کیوں بے نیام کرتے ہیں؟

وجّی گیا وہ بہاریں بھی اپنے ساتھ لئے
تو یہاں سے چلتے ہیں رب سے کلام کرتے ہیں

اک شعر:

بچھڑا ہے ایسے کہ پلکیں یہ نَم ہیں
دل کربلا میں ستم ہیں اَلم ہیں

ٹھُمری

سیّاں چھوڑ گئے مورا گاؤں رے
میں تڑپوں اور کُرلاؤں رے

سیّاں چھوڑ گئے مورا گاؤں رے

سُونے انگناں میں بیٹھی سوچوں
اپنی ذات میں تُمری کھوجوں

روؤں جب نہ پاؤں رے
سیّاں چھوڑ گئے مورا گاؤں رے

چِنتا اُبھاگن موری سہیلی
ساجن بن میں ہوئی اکیلی

چندا دیکھے جاؤں رے
سیّاں چھوڑ گئے مورا گاؤں رے

میں تڑپوں کُرلاؤں اور کُرلاؤں رے
سیاں چھوڑ گئے مورا گاؤں رے



انتہا

میری یاد اُسے نہ آئے، برداشت امتحاں ہے
پھر یاد اُسے ستائے، برداشت امتحاں ہے

میں کرب کی بارش میں، بھیگا ہوں کپکپا کر
وہ دیکھے گزر جائے، برداشت امتحاں ہے

سناٹا ہم آغوش ہے، اور نیند کوسوں دور
میں جاگوں وہ سو جائے، برداشت امتحاں ہے

میرے حصارِ اُلفت کی فصیل اُس کی جنت
گر وہ سمجھ نہ پائے، برداشت امتحاں ہے

پابندِ کیفیت ہر آواز و سازِ ہستی
گر راگ بدل جائے، برداشت امتحاں ہے

جب آگ بھڑ کے کوئی، اس پیار کے چمن میں
طوفاں سے وہ بُجھائے، برداشت امتحاں ہے

دوری سے مار دیتا، لا کر قریب تا کہ
بے موت مر نہ پائے، برداشت امتحاں ہے

برسات ہوں بہاتا، لیکن وجیؔ گر اُس کا
اِک اشک ٹمٹمائے، برداشت امتحاں ہے



اک شعر:

تجھے خود سے جدا رکھا نہیں ہے
محبت کا کوئی فرقہ نہیں ہے

غزل:

تری واہ میں تیری آہ میں

تری واہ میں تیری آہ میں لوگزر گیا یہ سال بھی
تو ملا تھا کیوں جو جدا ہوا مرے ہجر جیسا وصال بھی

مری چاہتیں،مری وحشتیں،مرے ولولے بھی تجھی سے ہیں
مرا خواب تم ہو سراب بھی ہو جواب و حسنِ سوال بھی

نہ ملا کرو تم حجاب میں، بچو خود بچاؤ عذاب سے
ہیں وبالِ جاں یہ محبتیں یہ کریں گی پائمال بھی

مری جان و رگ میں سما گئے میری نغمگی پر بھی چھا گئے
مری جان مری لے ہو تم میرا راگ بھی میری تال بھی

کل رات کا جو چاند تھا کیا وہ چاند تھا بولو وجیؔ
مجھے لگتا ہے کل چاند میں شامل تھا اس کا جمال بھی



ایک شعر:

بستر کی سلوٹیں جو دیکھیں سحر میں اُٹھ کر
نقشہ بنا ہوا تھا، بے چین شب کا اُس پر

آخری سانس

تمہارے جانے سے اپنا جہاں بھی کھو بیٹھے
زمیں تو تھی ہی نہیں آسماں بھی کھو بیٹھے

میں کس سے کرتا پھروں اب یہ راز کی باتیں
تمہارے ساتھ ہی اِک راز داں بھی کھو بیٹھے

اُفق پہ تارہ سرِ شام نکلا کرتا تھا
ہم اُس کے ساتھ نئی کہکشاں بھی کھو بیٹھے

کوئی تو آئے جو لِکھے نیا اِک افسانہ
ہم اپنے پیار کی وہ داستاں بھی کھو بیٹھے

میں جس کے نام سے جیتا رہا تھا برسوں سے
سحر کے آتے ہی وہ مہرباں بھی کھو بیٹھے

اب اُس کے بعد کوئی آنکھ کو نہ بھایا وجیؔ
سو آج دل کی طرح اپنی جاں بھی کھو بیٹھے



ایک شعر:

سنا کہ لوریاں نیندیں ہمیں سلاتا تھا
اب اُس کا ساتھ نہیں نیند کہاں سے آئے؟

غزل:

بادل

تیرے رخسار پہ آنچل نہیں ہے
تو لگتا ہے کہیں بادل نہیں ہے



یونہی میں چاہتا رہتا ہوں تجھ کو
مرے جیسا کوئی پاگل نہیں ہے

وہ گزرا ہے ابھی کچھ دیر پہلے
مگر پہلی سی وہ ہلچل نہیں ہے

خبر کوئی تو دے اب اُس کو میری
ہے زندہ دل مگر بے کل نہیں ہے

وجی سائے میں جلتی دھوپ کیوں ہے؟
پھلوں کا باغ ہے، کوئل نہیں ہے



ایک شعر:

اس سال نے دیا غم، کہ ہوش و حواس نہیں
ہے آج اُس کی سالگرہ اور میں اُس کے پاس نہیں

پچھتاوا

سنتے ہیں مرا دوست پریشاں تو ہوا تھا
اس سانحے پر دل مرا حیراں تو ہوا تھا

ہم لوگوں نے روکا بھی نہیں، دور گیا وہ
کچھ بھی تھا وہ، اس شہر کا مہماں تو ہوا تھا

آ جانے کی رونق تھی وجہؔ، دل کے مکاں میں
عرصے کے بعد اس میں چراغاں تو ہوا تھا

اک جھونکا

عین کالی رات میں جگنو گیا
لے کے کوئی پاس سے خوشبو گیا

میں سحر تک وجد میں جُھوما وجیؔ
خواب میں آنچل جو اُس کا چُھو گیا

قطعہ

میں تیری ضد کا قائل ہو گیا ہوں
مگر یہ بات ہے چاہ و طلب کی
میں تیری ذات کو کیسے بھلا دوں
یہ تو نے بات کیسی بے سبب کی

ضدی

تمہیں کھوئے ہوئے صدیاں بیتیں
پھر بھی--- نجانے کیوں؟
تُم اتنے یاد آتے ہو
تُم اس وقت بھی تو ضدی تھے
اور آج بھی وہی ضدی
کہ میں جیسے ہی آنکھیں بند کرتا ہوں
زبردستی مرے دل
مرے خوابوں میں آتے ہو
یہ ضد ا چھی نہیں ہے
نتیجہ جان لو تُم بھی
مجھ کو چھوڑنا ہو گا یا خود کو توڑنا ہوگا
جو ضد کوتوڑپاؤ گے تو رشتے جوڑ لو گے تُم
چلو ضد چھوڑ دو... اب تم
یا ضد توڑے تمہیں
تیار ہو جاؤ

محبتوں کا دیس

محبتوں کے دیس میں جاؤ تم
اس بات کا دھیان رہے
کہ اس دیس میں انسان تو بستے ہی نہیں
پتھر کے بت ہیں سب کے سب!
یہاں
کہی ان کہی،سنی ان سنی باتیں
وہاں
بکھرے سوکھے پتے ... ادھوری یادوں کے نقش
محبتوں کے دیس میں جانا ہوا تو
تم بھی دیکھو گے!
شاعروں کی حسرتیں
عابدوں کی عبادتیں
عاشقوں کی کروٹیں
ہر اِک منزل کی گردشیں!
کچھ ٹوٹی بکھری چوڑیاں

یا پھر گلاب کے پھولوں کے گجرے
کہیں پاگل پن کے کمال
کہیں پختہ پختہ خیال
اور کہیں اداسیوں کے بھیانک جال
ہر موڑ پر اک عجب افسانہ
کہیں غریب کا خوابِ شاہانہ
تم دیکھنا
وہ دو بوڑھی آنکھیں بھی
جن سے کا جل نکل چکا ہو گا
اور اس شدت کے رونے سے
اس کا آنچل بھی دُھل گیا ہو گا ۔
کئی مسجدوں اور مندروں میں
کھنڈر جیسی عمارتوں پر مشتمل
اس شہر کے آخری کونے میں
اک اُجڑا مکان ، تمہارے نام کا عنوان
پھر
.. اُس میں پیر رکھا تم---
اِک پیڑ پرانا دیکھو گے

جس کی جڑ میں گھروندا ہے
گزرے وقتوں کی داستاں ہے وہ
اپنا کھویا ہوا جہاں ہے وہ
میری روح اور شمار ہوگا
تمہاری یاد کی دُھن اور سِتار ہوگا
تب اِک جگنو تیرے آنچل میں
گر کے مر جائے گا
پھر تمہیں گزرا ہوا ماضی
یاد آئے گا
راستوں کے گرد ہونے سے پہلے
تھک جانے اور جدا ہونے سے پہلے
مرا اِک کام کر آنا
اس شہر کی تختی پر
میرا بھی نام لکھ آنا

